پہلی مجلس: مرتب خطیب الاسلام: مولانا محمد امیر بجلی گھر

مجالس شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غور غشتوی قدس سرہ

داستان فصل گل را از نظیری می شنو
عندلیب آشفتہ تری گوید ایں افسانہ را

اسلام کے قرن اول سے لے کر آج تک ہر زمانے میں انسانوں کی تعلیم وتربیت اور اصلاح اعمال واخلاق کے لئے علماء صلحاء اور اولیاء اللہ کی مجلسیں نسخہ اکسیر ثابت ہوئی ہے بندہ حقیر کو اللہ تعالیٰ نے ایک ایسے ماحول میں بیٹھنا نصیب فرمایا جہاں شروع ہی سے ان مجالس کے تذکرے سنے۔

میرے انتہائی مشفق اساتذہ کرام شیخ الحدیث حضرت مولانا ایوب جان صاحبؒ (بنوری)، حضرت مولانا مفتی عبدالطیف صاحبؒ، حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحبؒ (نقشبندی) حضرت مولانا پائندہ محمد صاحبؒ (کابل استاد) اور حضرت مولانا عبدالرؤف صاحبؒ نور اللہ مراقد ہم کو ہمیشہ شیخ العرب والعجم، مجاہد اعظم، شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی صاحبؒ، حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحبؒ، جبل العلم حضرت علامہ سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری، شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیر الدین صاحب غور غشتوی قدس اللہ اسرارہم کے علم وفضل اور ان کے اخلاص اور للٰہیت کے واقعات اور تذکرے کرتے ہوئے دیکھا۔ بندہ کو حضرت علامہ محمد انور شاہ صاحب (کشمیری) اور حضرت مولانا میاں اصغر حسین صاحبؒ کی زیارت نصیب نہیں ہوئی۔ البتہ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحبؒ مدنی کی زیارت دو مرتبہ نصیب ہوئی اور بندہ کا بیعت کا تعلق بھی حضرت شیخ الاسلام سے ہے۔ اور شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیر الدین صاحب غور غشتویؒ کی زیارت پہلی مرتبہ 1958ء میں مدرسہ رحمانیہ تھہ کال بالا میں ہوئی۔ پھر اس کے بعد غور غشتی کی حاضری مسلسل شروع ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ کو دینی تربیت اور اصلاح خلق کے لئے چن لیا تھا۔

آپ کی مجالس علم اور معرفت کے ساتھ اصلاح ظاہر وباطن میں جو تاثیر رکھتی تھی، اس کو تو وہی جان سکتے تھے، جن کو اس دربار کی کبھی حاضری نصیب ہوئی ہے۔ اس کو کسی بیان وتعبیر سے نہیں سمجھایا جاسکتا حضرت شیخ الحدیث صاحب کے نزدیک علوم عربیہ کے نصاب سے فراغت کے بعد کسی بزرگ کی خدمت وصحبت میں رہ کر تزکیہ باطنی اور

ذکر اللہ کے بغیر علوم ظاہرہ بے روح رہتے ہیں یہ ضروری ہے۔

غور غشتی کی سب سے پہلی حاضری: بندہ کی سب سے پہلی حاضری 1958ء میں حاجی تاج محمد صاحب کی معیت میں ہوئی۔ جو کہ انڈوں کے اس زمانے میں بہت بڑے تاجر تھے۔ ہم جب غور غشتی حاضر ہوئے تو حضرت ظہر کی نماز کے لئے تیاری کر رہے تھے۔ ہم نے بھی وضو کیا حضرت نے ظہر کی چار سنت کی نیت باندھ لیں اور ہم نے بھی نیت ادا کر لی اور پھر حضرت نے خود امامت فرمائی۔ اور ہم نے حضرت کی اقتداء میں نماز ظہر ادا کی۔ نماز سے فراغت کے بعد حضرت محراب میں بیٹھے ہوئے تھے اور مرشدین' مقتدین' زائرین اور واردین آتے رہے اور حضرت سے مصافحہ کر کے ایک طرف ہو کر بیٹھتے رہے' ہم نے بھی قدم بوسی کا شرف حاصل کر لیا اور ایک طرف حضرت کے قریب بیٹھ گئے۔ حضرت نے سب سے فرداً فرداً خیریت دریافت کی۔ اتنے میں کچھ طلباء آئے انہوں نے حضرت سے مصافحہ کیا اور بیٹھ گئے۔ حضرت نے ان سے پوچھا کہ کہاں سے آئے ہو تو انہوں نے عرض کیا کہ ہم طالب علم ہیں اور شاہ منصور سے آئے ہیں' شیخ القرآن حضرت مولانا عبدالہادی صاحب شاہ منصوری سے تفسیر پڑھتے ہیں' فرمایا کہ بہت اچھا ہے' بہت اچھا ہے' پھر ان سے حضرت مولانا عبدالہادی صاحب کی خیریت دریافت کی تو انہوں نے عرض کیا کہ حضرت الحمدللہ شاہ منصور مولانا صاحبؒ بالکل خیر وعافیت سے ہیں تو حضرت صاحب نے فرمایا کہ الحمدللہ وہ دین کی بڑی خدمت کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو دین کی خدمت کے لئے سلامت رکھے۔

ارشاد فرمایا کہ قرآن وحدیث اور فقہ میں مہارت پیدا کرو۔ ان کو مقصد بنا لو۔ منطق وریاضی اور فلسفہ کو مقصد مت بناؤ۔

فرمایا: کہ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی قدس سرہ فلسفہ یونانی پڑھنے پڑھانے کے اس لئے حامی تھے کہ اسلامی عقائد سے دفاع انہی اصول وقواعد کی رو سے کیا جا سکے جو یہ فلسفہ پیش کرتا ہے اور قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ کی نظر اس پر تھی کہ اس فلسفے کے بہت سے نظریات اسلامی عقائد کے خلاف ہیں ان کو دینی مدارس میں درس کے طور پر پڑھانا دلوں میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کا سبب ہو سکتا ہے' پھر فرمایا کہ یہ دونوں بزرگ ہمارے مقتداء او پیشواء ہیں' ان میں سے جس کی رائے پر بھی عمل کوئی کرے خیر ہی خیر ہے۔ لیکن اس کو ضرورت کے درجہ میں رکھو۔ پھر فرمایا کہ یہ ضرورت ہے اگرچہ یہ سیکھنے میں آگے ہیں لیکن اس کو ضرورت کے درجہ میں رکھنا چاہیے اور قرآن وحدیث اور فقہ کو اپنا مقصد بنانا چاہیے۔

ارشاد فرمایا: کہ اپنی زندگی کا مقصد قرآن اور حدیث کا سیکھنا اور دوسروں کا سکھانا بنانا چاہیے۔ اس لئے کہ دین سیکھنے اور سکھانے کا نام ہے۔ ارشاد فرمایا: کہ اپنے اندر ادب کی صفت پیدا کرو' پھر فرمایا کہ علمی تحقیق سے زیادہ ضرورت ادب کی ہے' بلکہ بزرگان سلف اور اپنے اساتذہ ومشائخ کا ادب کرنے سے اللہ تعالیٰ تحقیق کی شان بھی عطا فرما دیتے ہیں' اور بزرگان سلف کا ادب چھوڑ کر جو تحقیق کی جائے اس میں لغزش اور غلط فہمی کا بڑا خطرہ ہے۔

ارشاد فرمایا: کہ حضرت شیخ سعدی قدس سرہ بہت بڑے عارف اور سالک گزرے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ باادب باشتہ بزرگ شوی۔ کہ بزرگی نتیجہ ادب است۔ کہ آدمی اگر بلند مرتبہ حاصل کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ اپنے اندر ادب پیدا کرے۔

ارشاد فرمایا: کہ دین تین چیزوں سے خراب ہوتا ہے شرک' بدعات اور کتمان حق' پھر فرمایا کہ ہمیشہ اظہار حق کرنا چاہیے لیکن حکمت سے۔

ارشاد فرمایا: کہ سب سے بڑی چیز اخلاص ہے ایک آدمی خلاصہ اور قاعدہ پڑھاتا ہے لیکن اس میں خلوص اور للّٰہیت ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے پڑھاتا ہے اور دوسرا آدمی بخاری شریف پڑھاتا ہے لیکن اس میں خلوص اور للّٰہیت نہیں بلکہ سمعہ اور ریاء ہے تو وہ آدمی جو خلاصہ اور قاعدہ پڑھاتا ہے وہ اس دوسرے آدمی سے افضل ہے۔

ارشاد فرمایا کہ ابونواس ایک بہت بڑے عربی شاعر گزرے ہیں۔ اس کی زندگی ساری فسق و فجور میں گزری تھی' آخر میں جب وہ قریب موت ہوئے تو اپنی بیٹی سے آخر وقت میں کاغذ اور قلم مانگا اور بالکل تنہائی میں یہ چار اشعار بڑے خلوص اور عاجزی سے کہیں جن کی بدولت اللہ تعالیٰ نے اس کی ساری عمر کے گناہوں کو بخش دیا۔ اشعار یہ ہیں۔

یارب ان عظمت ذنوبی کثرۃ فلقد علمت بان عفوک اعظم

ان کان لا یرجوک الا محسن فمن الذی یدعوا و یرجو المجرم

فدعوت رب کما امرت تضرعا ولئن رددت یدی فمن ذا یرحم

مالی الیک وسیلۃ الا الرجی فجمیل عفوک ثم انی مسلم

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ عمل زیادہ مقبول ہے جس میں خلوص ہوں

ارشاد: فرمایا کہ الحمدللہ ہمارے اکابرین علماء ربانیین بھی تھے اور عارفین کاملین بھی تھے' پھر فرمایا کہ عارفین جو بھی عمل اور عبادت کرتے ہیں تو وہ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے کرتے ہیں۔

ارشاد فرمایا: کہ بزرگوں اور اولیاء اللہ کے نزدیک بوقت عبادت جنت مطمع نظر نہیں ہوتی بلکہ صرف ذات باری تعالیٰ اور اس کی رضا ان کا مقصود اور مطلوب ہوتی ہے۔

ارشاد فرمایا کہ عارف باللہ کا اصل مقام یہ ہے کہ اس کی نظر نہ دنیا کی زینت پر ہو اور نہ آخرت کی نعمتوں پر بلکہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کو اپنا مطلوب بنالے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ مل جائیں تو دونوں جہاں کی نعمتیں اور خوشیاں بھی حاصل ہو جائیں گی۔

فرمایا: کہ عارف باللہ حضرت عبدالرحمٰن جامیؒ فرماتے ہیں۔

بابا ربہ گلزار شدم رہگذری برگل نظرے فگندم از بے خبری

ترجمہ: (یعنی میں اپنے محبوب کے ساتھ باغ پر گزرا بے خبری سے وہاں ایک پھول پر میر نظر پڑی)

دلدار بطعنہ گفت شرمت بادا رخسار من ایں جا است تو در گل نگری

ترجمہ: (محبوب نے بطور طعنہ کہا کہ شرم وحیا کر میرے چہرہ اور رخسار سامنے ہیں اور تو پھول کو دیکھ رہا ہے)

ایک طالب علم نے لاحول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم وظیفہ پڑھنے کی اجازت مانگی۔

فرمایا: فرمایا کہ بالکل اجازت ہے اسے دو سو بار پڑھا کرو۔

پھر فرمایا کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضرۃ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ کثرت سے پڑھا کرو کہ یہ جنت کے خزانے سے ہے۔

ارشاد: فرمایا کہ ملا علی قاری حنفیؒ نے مرقات شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ اس کلمہ کو خزانہ کہا گیا جسکے حسب ذیل وجوہ ہیں۔

نمبر۱: کیونکہ یہ کلمہ خزانے کی طرح لوگوں کی نظر سے محفوظ اور غائب تھا اور نبیؐ کے ذریعے سے عطاء فرمایا گیا۔

نمبر۲: یا اس لئے کہ یہ کلمہ جنت کے ذخیروں میں سے ہے۔

نمبر۳: یا اس لئے کہ جنت کی عمدہ عمدہ نعمتوں کو حاصل کرانے والا ہے۔

نمبر۴: یا اس لئے یہ جنت کا خزانہ ہے کہ یہ کلمہ اپنے کہنے والے کیلئے جنت میں عمدہ ثواب کا خزانہ جمع کرتا ہے۔

ارشاد: فرمایا بندے کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ تجھے بھی اس کی اجازت ہے۔

(بندہ تمام قارئین کو اس کی عام اجازت دیتا ہے)

ارشاد: فرمایا پھر ان طلباء کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ میں تم لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ دین کو لوگوں کا تابع مت کرو بلکہ لوگوں کو دین کا تابع کرو۔

ارشاد فرمایا کہ کسی کی عزت وقدر مال و دولت کے لحاظ سے مت کرو بلکہ علم وفضل اور تقویٰ و پرہیز گاری کا لحاظ سے کرنا چاہیے۔

ارشاد: فرمایا کہ علم اس نیت سے حاصل کرنا چاہیے کہ میں اس پر خود عمل کروں گا پھر فرمایا کہ عالم دین کی عزت اس میں ہے کہ علم کیساتھ ساتھ اس میں تقویٰ بھی ہو۔ اسلئے کہ تقویٰ اور پرہیز گاری کے بغیر علم کچھ بھی نہیں کسی شاعر نے کہا ہے۔

لو کان فی العلم بدون التقی شرفا لکان اشرف خلق اللہ ابلیس

یعنی اگر علم میں بدون تقوی کوئی شرافت ہوتی تو تمام مخلوق میں سب سے زیادہ ابلیس ہوتا۔

پھر حضرت الشیخ الحدیث صاحبؒ نے دعا فرمائی۔ (جاری ہے)